إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۞ عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۸۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہندوستان ۱۰ عـ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہندوستان ۱۳ عـ

فہرست مضامین

نمبر ۵۵ | ۱۵ - رجب ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۵ - نومبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۴ نومبر پانچ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت کل اور پرسوں کی نسبت بہتر ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

بیگم صاحبہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے معہ اپنے بچوں کے یکم نومبر کو لاہور تشریف لے گئیں۔

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب یکم نومبر لاہور گئے۔ اور حضرت میرزا بشیر احمد صاحب نظارت اعلےٰ کے انچارج مقرر ہوئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ ملتان۔ خانیوال۔ لاہور امرتسر اور بٹالہ کے سفر سے سترہ دن کے بعد قادیان واپس آگئے ہیں لیکن راستہ میں علیل ہوجانے کی وجہ سے ہفتہ کی رخصت پر ہیں۔ اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے امسال جامعہ احمدیہ کے درجہ ثالثہ میں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

نبوّتِ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

(رقم فرمودہ ۵ - نومبر ۱۹۰۱ء)

ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ جو فرمایا۔ وَلٰكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّين۔ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں فرماتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور ممکن نہیں۔ کہ اب کوئی ہندو یا یہودی۔ یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔ اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی۔ گو بروزی طور پر۔ مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّين۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ لیس محمد ابا احد من الرجال الدنیا ولکن ھو اب الرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔

درخواست دعاء: شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق جو بغرض علاج میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے انکا اپریشن کامیابی کے ساتھ ہوگیا ہے۔ لیکن روزانہ بخار ہوجاتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں جلد صحت عطا کرے۔

خاتم النبیین نمبر آپ کو کتنے پرچے مطلوب ہیں؟

احباب کرام کو اطلاع دی جاچکی ہے۔ کہ سیرت النبیؐ کے جلسوں کے موقعہ پر خاتم النبیین نمبر نکلے گا۔ اس لئے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک مقام کے سکرٹری صاحبان دوسرے بھائیوں سے فیصلہ کرکے اطلاع دیں کہ انہیں کس قدر پرچے خاتم النبیین نمبر کے مطلوب ہیں۔ مطلوبہ تعداد کا علم بہت جلد ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ لیتھو پریس پر پھر مزید چھپوایا نہیں جاسکتا۔ ہر سال یہ درخواست کی جاتی ہے۔ مگر احباب تساہل سے کام لیتے ہوئے آخری وقت پر ہی اطلاع دیتے ہیں۔ اور ہمیں مشکلات میں ڈالتے ہیں۔ احباب کا فرض ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ پرچے منگائیں ؞

جواب کا امید وار مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

یوم التبلیغ کی رپورٹوں کے متعلق ضروری اعلان

یوم التبلیغ کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور ضرور درج کئے جائیں:۔

۱۔ جماعت کے کتنے آدمیوں نے تبلیغ کرنے میں حصہ لیا ؞ ۲۔ کل کتنے آدمیوں کو تبلیغ کی گئی۔ ۳۔ کل لٹریچر کتنا تقسیم کیا گیا۔ ۴۔ کل کتنے گاؤں میں تبلیغ کی گئی ؞

جو جماعتیں رپورٹ بھیج چکی ہیں۔ وہ بھی اس کے مطابق دوبارہ اطلاع دیں۔ تاکہ یک جائی صورت میں بعد میں مکمل رپورٹ شائع کی جاسکے ؞

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

وظیفہ خواران کے لئے ضروری اعلان

بیرونجات کے جن طلبار کو نظارت ہذا کی طرف سے کوئی وظیفہ ملتا ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اپنے پتے کے تبدیل ہونے سے پہلے یا اپنی جائے قیام کو چھوڑنے سے پیشتر نظارت ہذا میں اطلاع بھیجدیا کریں۔ کیونکہ بسا اوقات منی آرڈر صرف اس وجہ سے واپس آجاتے ہیں۔ کہ وظیفہ وصول کرنے والے اپنے شہر میں موجود نہیں ہوتے۔ اور نظارت ہذا کو ان کے شہر چھوڑنے یا پتے کی تبدیلی کی کوئی اطلاع نہیں ہوتی۔ یعنی وظیفہ خواران اطلاع کئے بغیر دوسرے مقام پر چلے جاتے ہیں۔ اور منی آرڈر سابقہ پتے پر جانے کی وجہ سے تقسیم نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ تمام ایسے وظیفہ خواران کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اپنے پتے کی تبدیلی سے نظارت ہذا کو مطلع فرمادیا کریں۔ تاکہ منی آرڈر کی واپسی کی وجہ سے ان کا نقصان نہ ہو ؞

ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے متعلق اعلان

۲۶ نومبر کا دن جلسہ سیرت النبیؐ کے لئے مقرر ہوچکا ہے۔ تمام جماعتوں کو اس کے کامیاب بنانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کردینی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ جلسے منعقد کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور جلد سے جلد اطلاع دیں۔ کہ ہر ایک جماعت کتنے گاؤں میں جلسہ کا انتظام کرسکے گی یہ جلسے چونکہ مقامی ہوتے ہیں۔ اس لئے مرکز سے اگر مبلغ بلانے کی ضرورت ہو۔ تو اس کے لئے آمدورفت کے اخراجات پیشگی ارسال کئے جائیں بغیر اس کے مبلغ نہ پہونچ سکے گا ؞

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان -

خاتم النبیین نمبر کے لئے مضامین

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے جو اصحاب از راہ نوازش مضامین بھیجنا چاہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ بہت جلد ارسال فرمائیں۔ کیونکہ اس پرچہ کی تیاری میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ اور دیر سے آئے ہوئے مضامین کا اس میں اندراج نہ ہوسکے گا ؞

پرسنل اسسٹنٹ ناظر بیت المال کا دورہ

مولوی فخر الدین صاحب پرسنل اسسٹنٹ ناظر بیت المال مندرجہ ذیل انجمنوں کا دورہ کرینگے۔ امید ہے۔ کہ عہدہ داران جماعت ہائے ذیل اس معائنہ کے لئے اپنی تشخیص آمد کے فارم مرتب کر رکھیں گے۔ نیز چندہ کی وصولی میں حتے الوسع بیباقی دکھائیں گے۔ کیونکہ بقائے داروں کے نام اس دورہ میں نوٹ کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں عام حساب و کتاب بھی معائنہ کے وقت مکمل ہونا ضروری ہے۔ اپنی آمد کی تاریخ سے مولوی صاحب موصوف انشاء اللہ خود اطلاع دیں گے۔ ان کا دورہ [illegible] نومبر سے شروع ہوگا۔ اور حسب ذیل جماعتوں کا معائنہ کیا جائے گا ؞

بنارس۔ الہ آباد۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ آگرہ۔ علی گڑھ۔ دہلی۔ میرٹھ۔ انبالہ۔ بہرادہ۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ سنگرور۔ مالیر کوٹلہ۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ بٹالہ ؞

ناظر بیت المال - قادیان۔

نہایت مفید تبلیغی لٹریچر

مکرم جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اکسفورڈ سٹریٹ سکندرآباد تبلیغ احمدیت کے متعلق جس قدر جوش اور ولولہ رکھتے ہیں۔ اور جس سرگرمی کے ساتھ اس میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل قدر۔ اور لائق تعریف ہے۔ اس وقت تک آپ نہایت قیمتی لٹریچر اردو۔ انگریزی۔ اور گجراتی زبان میں ہزارہا روپیہ صرف کرکے شائع کرچکے ہیں۔ حال میں آپ نے حسب ذیل کتب شائع کی ہیں۔ جو نہایت معمولی خرچ پر ان سے مل سکتی ہیں۔ احباب منگا کر ان کی خوب اشاعت کریں (۱) نماز کا انگریزی میں ترجمہ باتصویر قیمت فی جلد ۲؍ (۲) مسلمان کس طرح ترقی کرسکتے ہیں فی سینکڑہ پانچ روپے۔ گجراتی زبان کے تبلیغی ٹریکٹ جن اصحاب کو مطلوب ہوں۔ پچاس تک مفت منگا سکتے ہیں ؞

ایک غلطی کی اصلاح

پچھلے دنوں سکھچین پور علاقہ میرپور کے مقدمہ کے متعلق ایک تار موصول ہوا تھا۔ جس میں دو وکلاء کی خدمات کا ذکر کیا گیا تھا۔ چونکہ ان میں سے ایک وکیل صاحب کی جن کا نام تار میں درج نہ تھا تعیین کرنے میں غلطی ہوئی۔ اور اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ لاہور تھے۔ اس لئے اس غلطی کی اصلاح کی جاتی ہے ؞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رجب ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

منہ بولی بیٹی اور چہیتی چیلی پر گاندھی جی کا افسوسناک ظلم

گاندھی جی کی مہاتمیت کی حقیقت

سنگدلانہ سلوک

وہ لوگ جنہوں نے گاندھی جی کو "مہاتما" کا خطاب دے رکھا ہے۔ جو ان کو "ہندوستان کا سب سے بڑا سیاسی اور دنیا کا سب سے بڑا روحانی انسان" قرار دیتے ہیں۔ اور جو انہیں "پرماتما اوتار" بتاتے ہیں۔ ان کی "مہاتمیت" ان کی "روحانیت" اور ان کی "اوتاریت" کی حقیقت ان حالات میں ملاحظہ فرمائیں جو ان کی مخلص چیلی۔ منہ بولی بیٹی۔ اور ہندو دھرم کی شرن میں آئی ہوئی دیوی ایک امریکن خاتون سے متعلق رونما ہوئے ہیں۔ اور دیکھیں کہ وہ شخص جو سیاسیات میں کلیتہً ناکام ہونے کے بعد اپنے آپ "مذہبی آدمی" کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے۔ جسے ایشور کا سریلی "سننے کا دعوےٰ ہے۔ اور جو "پرماتما کا حکم" پانے کا مدعی ہے۔ اس نے ایک غریب الوطن۔ بے کس و بے بس اپنی پناہ لی ہوئی خاتون کے ساتھ اس کی انتہا درجہ کی قابل رحم حالت میں کیسا سنگدلانہ اور بے رحمانہ سلوک کیا ہے:

پاکیزہ زندگی کی متلاشی خاتون

کچھ عرصہ ہوا۔ امریکہ کی ایک نوجوان لڑکی جو حسن و جمال کی وجہ سے اپنے ملک میں بہت شہرت رکھتی تھی۔ اور انتہائی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی تھی۔ اپنی اس زندگی سے دل برداشتہ اور گاندھی جی کی مہاتمیت کا شہرہ سنکر ہندوستان میں آئی اور اطمینان قلب و پاکیزہ زندگی حاصل کرنے کے لئے گاندھی جی کے پاس پہنچی۔ وہ جس عزم و ارادہ کو لے کر آئی تھی۔ اور اس کے دل میں پاکیزہ زندگی حاصل کرنے کی جس قدر خواہش تھی۔ اس کا اندازہ "ملاپ" (۲ نومبر) کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ "اگر اس نے اپنے ماضی کو ایسا مٹا دیا۔ جیسے کوئی حرف غلط کاغذ سے مٹا دیتا ہے۔ اپنا ملک بدل لیا۔ اپنی تہذیب بدل لی۔ اپنا مذہب بدل لیا۔ اور عیسائیت کا در چھوڑ کر ہندو دھرم کی چوکھٹ پر آ بیٹھی۔ پھر اس نے ہندوستان کے سب سے بڑے شخص (گاندھی جی) کو اپنا باپ بننے پر مجبور کیا۔ خود اس کی بیٹی بن گئی۔ اور معمولی بیٹی نہیں۔ جب گاندھی جی نے اپنا برت شروع کیا۔ تو اس نے بھی برت شروع کر دیا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ وہ بھی گاندھی جی کے ساتھ مرے گی۔ جب تک گاندھی جی برت نہیں چھوڑیں گے۔ تب تک وہ بھی نہیں چھوڑے گی۔...... وہ ہندو دھرم سے محبت کرتی تھی۔ ہندوستان سے الفت رکھتی تھی گاندھی جی سے عقیدت رکھتی تھی"

کڑی مشقتوں کا جھیلنا

ان حالات میں گاندھی جی نے بھی اس کی جس کا ہندوانہ نام "نیلا ناگنی دیوی" رکھ دیا گیا تھا۔ خوب آؤ بھگت کی۔ اور بڑے فخر کے ساتھ اپنے آشرم میں داخل کر لیا۔ اس آشرم میں داخل ہو کر اس نے گاندھی جی کی ہر ایک ہدایت کا اپنے آپ کو پابند بنا لیا۔ اور کڑی سے کڑی جو مشقت بھی اس پر ڈالی گئی۔ اسے اس نے فخر اور خوشی سے برداشت کیا۔ وہ کھدر پہنتی چرخہ کاتتی۔ زمین پر سوتی۔ کھانے کو جو کچھ بھی ملتا۔ صبر و شکر سے کھا لیتی۔ اور دن رات ان لوگوں میں بسر کرتی۔ جنہیں گاندھی جی "ہندوستان اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے" تیار کر رہے تھے۔ جنہیں "جسمانی محنت۔ سودیشی۔ بے خوفی۔ چھوت چھات کا خاتمہ" کرنے کے سبق پڑھائے جاتے تھے۔ اور جن کے لئے بالفاظ ملاپ (۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء) "مہاتما گاندھی نے انسان کو معمولی انسانوں سے کچھ بلند۔ کچھ اونچا کچھ بہتر بنانے اور ستیہ (صداقت) کے لئے جان تک قربان کر دینے کی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے یہ آشرم قائم کیا تھا"

ناکامی و نامرادی

ظاہر ہے۔ کہ اتنی کڑی مشقتیں جن کا نام بھی اس امریکن خاتون نے اپنی سابقہ زندگی میں نہ سنا ہوگا۔ اس نے محض اس لئے برداشت کیں۔ کہ وہ اپنی گزشتہ زندگی کی بے احتیاطیوں کے نتائج سے بچ سکے۔ اور اپنی آئندہ زندگی کو پاکیزہ بنا سکے۔ اس کے لئے جو کچھ اسے کہا جاتا رہا۔ اس کی اس نے آنکھیں بند کر کے تعمیل کی۔ اور ہر ممکن طریق سے گاندھی جی کی مخلص چیلی۔ اور وفا شعار بیٹی بن کر دکھایا۔ لیکن ایک عرصہ کے تجربہ نے اسے بتا دیا۔ کہ اتنی قربانیوں۔ اتنی مشقتوں۔ اتنی تکلیفوں اور اتنی خلاف عادت باتوں کے اختیار کرنے کے باوجود اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ عیسائیت کا در چھوڑ کر ہندو دھرم کی چوکھٹ پر آ بیٹھنا۔ اور گاندھی جی کو اپنا باپ بنانا اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچا سکا۔ اگر گاندھی جی میں روحانیت کا ایک ذرہ بھی ہوتا۔ اگر وہ روحانی پاکیزگی کے کوچہ میں کچھ بھی دخل رکھتے۔ اور ہندو دھرم کے رو سے مقرر کردہ ریاضتوں اور مشقتوں کو زندگی میں پاکیزہ تغیر پیدا کرنے سے دور کا بھی تعلق ہوتا۔ تو جس اخلاص اور فداکاری کا ثبوت اس امریکن خاتون نے پیش کیا تھا۔ اور جس مخلصانہ طور پر ہر حکم کی اس نے تعمیل کی تھی اس کا وہ دردناک انجام نہ ہوتا۔ جو اب ہوا ہے:

قابل رحم حالت میں شرمناک سلوک

آخر جب اس نے گاندھی جی کی ہر ہدایت پر عمل کر کے دیکھ لیا۔ کہ وہ اطمینان قلب سے اسی طرح محروم ہے۔ جس طرح پہلے تھی۔ اور اسے ان کے آشرم میں رہ کر اپنی زندگی کو پاکیزہ بنانے اور سکون دل حاصل کرنے میں کلیتہً ناکامی حاصل ہوئی ہے۔ تو وہ وہاں سے نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں نکل کھڑی ہوئی۔ اور اس کوشش میں سرگردان پھرنے لگی۔ کہ کہیں سر چھپانے کے لئے جگہ مل جائے۔ اس کے لئے جب وہ گاندھی جی کے ایک مخلص چیلے۔ اور ان کے آشرم کے سابق انچارج کے ہاں دہلی پہنچی۔ اور نہایت ہی قابل رحم حالت میں پا برہنہ پہونچی۔ اس کے پاس سوائے کھدر کی اس دھوتی کے جسے وہ اوڑھے ہوئے تھی۔ اور کچھ بھی نہ تھا۔ اور اسے سابقہ تعلقات کا واسطہ دے کر پناہ طلب کی۔ تو اس نے کورا جواب دے دیا۔ اور اپنے مکان سے نکل جانے کے لئے کہدیا۔ یہ بات سنکر وہ ششدر رہ گئی۔ اور جب اس نے جانے سے انکار کیا۔ تو اسے زور سے مکان سے نکال دینے کی دھمکی دی گئی۔ اور آخر اسے نکال ہی دیا گیا۔ اس کا اس پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ غش کھا کر گر پڑی۔ ایسی قابل رحم حالت میں اس سے پھر یہ سلوک کیا گیا۔ کہ پولیس کو بلایا گیا۔ مگر وہ پولیس کے آنے سے قبل ہی اٹھ کر جدھر رخ ہوا۔ چلی گئی:

ایک اہم سوال

نیلا ناگنی دیوی کا گاندھی جی کے آشرم سے بے نیل مرام نکل کھڑا ہونا۔ اور دربدر کے دھکے کھانے لگ جانا اگرچہ نہایت ہی

عبرتناک واقعہ ہے۔ لیکن کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو شخص کسی چیز سے خود فائدہ نہ اٹھانا چاہے۔ اسے کس طرح فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ نیلا ناگنی دیوی نے گو ایک عرصہ تک آشرم کے اصول کے مطابق زندگی اختیار کی۔ اور اس نے گاندھی جی کی ہدایات پر صدق دل سے عمل کیا۔ ایسے صدق دل سے کہ گاندھی جی نے اسے اپنی بیٹی بنا لیا۔ لیکن چونکہ ثبات و استقلال نہ دکھا سکی۔ اس لئے آشرم کے برکات سے محروم رہی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر نیلا ناگنی دیوی باوجود پاکیزہ زندگی حاصل کرنے کی از حد خواہش رکھنے کے اور اس مقصد کے لئے ایک عرصہ تک گاندھی جی کے احکام پر عمل پیرا رہنے کے کسی کمزوری کا شکار ہو کر حوصلہ ہار بیٹھی تھی۔ تو کیا گاندھی جی کا یہ فرض نہ تھا۔ کہ اس کی دستگیری کرتے اور اسے گرنے سے بچانے کے لئے کوشاں ہوتے ؛

گاندھی جی کا فرض

جب انہوں نے اس کی زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذمہ لیا تھا۔ اسے عیسائیت ترک کرا کر ہندو دھرم میں داخل کیا گیا تھا۔ اسے اپنے آشرم میں داخل کر لیا گیا تھا۔ اور اپنی بیٹی بنا لیا گیا تھا۔ تو یقیناً ان کا فرض تھا۔ کہ وہ اسے اپنے دامن سے وابستہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ ان کے دل میں اس کے متعلق ایسا ہی درد ہوتا جو ایک مصلح کے دل میں اپنے پیرو کے متعلق ہوتا ہے۔ یا کم از کم اتنا تو ہوتا۔ جتنا ایک بیٹی کے متعلق باپ کے دل میں ہوتا ہے۔ کوئی شریف باپ اپنی بیٹی کے متعلق یہ دیکھ کر کہ وہ گمراہ ہو رہی اور تباہ کن رستہ اختیار کر رہی ہے۔ لاپرواہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کیا گاندھی جی نے ایسا ہی کیا۔ ان کے مذہبی آدمی ہونے اور ایشور کا سندیس سننے کے دعووں کو جانے دیجئے۔ کیا انہوں نے ایک باپ کی حیثیت سے ہی اپنا وہ فرض ادا کیا۔ جو ہر شریف باپ ایسی حالت میں ادا کرتا ہے ؛

ناقابل عفو ظلم

جب ہم اس لحاظ سے گاندھی جی کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو ہمارا سر شرم کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اس غریب الوطن مفلوک الحال۔ اور بے مددگار خاتون کی دستگیری اور حفاظت کے لئے کوئی کوشش نہ کی۔ بلکہ اعلان کر دیا۔ کہ کوئی اور بھی اس کی کسی قسم کی مدد نہ کرے۔ اور نہ اسے اپنے ہاں ٹھیرنے دے۔ اس سے بڑھ کر اس پر جو ظلم کیا۔ اور جسے انسانیت اور شرافت کی دنیا میں ناقابل عفو قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس کی پہلی زندگی کا حوالہ دے کر اس پر یہ الزام لگایا۔ کہ وہ ناپاک زندگی بسر کرنے کے لئے نکلی ہے۔ اور ایسی زندگی اس نے اختیار کر لی ہوگی۔ نوجوانوں کو اس سے بچکر رہنا چاہیئے۔ اس طرح اس کو لوگوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل قرار دے کر حق پدری ادا کیا۔ چنانچہ انہوں نے ذیل کا بیان شائع کیا:۔

"شریمتی نیلی ناگنی دیوی تقریباً دس روز ہوئے۔ واردھا آشرم سے دفعتاً غائب ہو گئی ہے۔ کچھ عرصہ سے غیر معمولی طور پر جذبات کے زیر اثر ہو گئی تھی۔ والدین۔ بھائی بہنیں جس پریم کا اظہار کر سکتی ہیں۔ اس تمام کا اظہار اس کے ساتھ کیا گیا۔ مگر اس کا خوفناک ماضی اس کے لئے بہت زبردست ثابت ہؤا۔ یہ اغلب ہے۔ کہ اب پھر وہ پہلی سی ناپاک زندگی بسر کر رہی ہوگی۔ یہ اطلاع نوجوانوں کو متنبہ کرنے کے لئے دے رہا ہوں۔ کہ وہ نہ اس کے پھندے میں پھنسیں۔ اور نہ اسے پھنسائیں۔ میں یہ بھی پسند کروں گا۔ کہ اسے کسی قسم کی مالی امداد نہ دی جائے"

(پرتاپ ۱۹ اکتوبر)

کیا کوئی شریف باپ ایسا ہی کرتا؟

یہ الفاظ پڑھئے۔ اور گاندھی جی کی "مہاتمیت" کا ماتم کیجئے کیا کوئی معمولی درجہ کا شریف انسان بھی کسی عام خاتون کے متعلق اس قسم کا اعلان کرنا پسند کر سکتا ہے؟ کجا یہ کہ ایک باپ اپنی گم شدہ بیٹی کے متعلق ایسا کرے۔ گاندھی جی نے ایک دوسرے اعلان میں ناگنی دیوی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"مجھے اس میں شک نہیں۔ کہ اس کا پشچاتاپ مخلصانہ تھا۔ اس نے اپنے ماضی کے خلاف دلیرانہ جدوجہد کی۔ یعنی اپنی سابقہ بدعنوانیوں کی تلافی کرنے کی زبردست کوشش کی۔" اس نے مجھے ایک خط لکھا تھا۔ جس میں اشارتاً کہا تھا۔ کہ اسے ڈر ہے۔ کہ وہ پاگل ہو جائے گی۔" "وہ نہ کوئی روپیہ پیسہ اور نہ کسی قسم کا سامان لے کر گئی ہے۔" اس کی موجودہ ذہنی حالت میں اسے اس کی کارروائیوں کے لئے ذمہ دار نہیں گردانا جا سکتا۔" (پرتاپ ۳۰ اکتوبر)

گاندھی پرستوں کی رائے گاندھی جی کے متعلق

ان حالات میں گاندھی جی نے اس سے جو سلوک کیا۔ اور جیسا سلوک کرنے کی دوسروں کو تحریک کی۔ اس کے شرمناک ظلم ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "پرتاپ" ایسے گاندھی پرست اخبار کو بھی لکھنا پڑا ہے۔ کہ

"نیلا ناگنی کی اس حالت کے لئے کسی حد تک مہاتما گاندھی ذمہ دار ہیں۔ اس کی پہلی زندگی چاہے کیسی بھی ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس کے دل میں ایک قسم کی بے چینی تھی۔ اور اسے دور کرنے کے لئے ہی اس نے مہاتما گاندھی کی شرن لی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کے سب حالات مہاتما جی کے سامنے رکھ دیئے۔ اور انہیں اپنا رہنما مان لیا۔ لیکن مہاتما جی نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ جہاں اسے ایک طرف اپنی چیلی تسلیم کیا۔ وہاں دوسری طرف اس کی زندگی کے سارے حالات اخبارات میں چھاپ کر اسے دنیا کی نظروں میں گرا دیا۔ اگر نیلا ناگنی کو معلوم ہوتا۔ کہ مہاتما جی اس کے ساتھ یہ سلوک کریں گے۔ تو یقیناً وہ ان کو اپنے دل کے حالات نہ بتاتی۔ لیکن یہ جھگڑا یہیں ختم نہیں ہؤا۔ حال ہی میں جب وہ واردھا آشرم سے بھاگ آئی۔ تو مہاتما جی پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے ڈاکٹر شرما کو مشورہ دیا۔ کہ اس بدقسمت لڑکی کو پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کے جذبات کے ساتھ ہمدردی کرتے۔ لوگوں سے کہتے۔ کہ اس کی امداد کرو۔ انہوں نے ٹھیک وہی کیا۔ جو کبھی کا دشمن اس سے کرتا ہے۔ آخر اس کا قصور کیا تھا۔ صرف یہ کہ اس کا دل ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اور اگر وہ غلطی کر رہی تھی۔ اور یقیناً کر رہی تھی۔ تو اسے غلط رستہ سے ہٹانے کا طریق اس کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنا نہیں تھا۔ ایک گرے ہوئے شخص کو گرانا دانائی نہیں۔ بلکہ ہر ایک شخص کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ اسے اوپر اٹھائے لیکن مہاتما جی نے اس سے بالکل الٹ کیا" (پرتاپ ۳۰ اکتوبر)

یہ ہے ایک غریب الدیار۔ مفلوک الحال۔ اور گاندھی کی عائد کردہ خلاف فطرت پابندیوں کی وجہ سے دماغی توازن کھو بیٹھنے والی خاتون سے اس کی قابل رحم حالت میں وہ سلوک جو اس انسان نے کیا۔ جسے ہندوستان کا سب سے بڑا انسان کہا جاتا۔ جسے "مہاتما" کہکر پکارا جاتا۔ اور جو بات بات میں ایشور کا "سندیس" سننے کا مدعی بنتا ہے۔ حالانکہ ان حالات میں اس قسم کے طریق عمل کی توقع کسی معمولی سے معمولی انسان سے بھی نہیں کی جا سکتی ؛

نہایت ہی برا نمونہ

حقیقت یہ ہے۔ کہ گاندھی جی نے سیاسیات میں اہلیت و قابلیت کی پردہ دری کرانے کے بعد اس موقعہ پر ذہنی و اخلاقی حالت کا بھی نہایت ہی برا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو ان کی جھوٹی تعریفیں کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ موقعہ بہم پہونچا دیا ہے۔ کہ آئندہ وہ عقل و سمجھ سے کام لیں۔ اور گاندھی جی کے متعلق بڑائی اور تقدس کے دعوے یکسر دست بردار ہو جائیں ؛

اچھوت ادھار اور گاندھی جی

اسی سلسلہ میں ایک اور بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ گاندھی جی نے اب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اچھوت ادھار یعنی اچھوت اقوام کو ہندوؤں کے مساوی درجہ پر لانے اور ہندو دھرم میں جذب کر لینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ لیکن نیلا ناگنی نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جب خود گاندھی جی ایک تعلیم یافتہ مہذب اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے والی خاتون کو ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی کی اطمینان دلانے میں سخت ناکام ہو چکے ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہے ہندو ان لوگوں کو جنہیں وہ دنیا کی ذلیل ترین مخلوق سمجھتے ہیں۔ یعنی اچھوت اپنے مساوی انسانیت کے حقوق دینے کے لئے تیار ہو سکیں۔ پہلو میں بھی گاندھی جی کی ناکامی یقینی ہے ؛

حضور سرورِ کائنات کا اسوۂ حسنہ اور کلماتِ طیبات

(۵۰)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگو جب تم میت کو قبر میں رکھو۔ تو یوں کہو۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ یعنی اللہ کا نام لیکر اور اسکے رسول کی مقرر کردہ سنت کے مطابق ہم میت کو قبر میں رکھتے ہیں ؂

(۵۱)

سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابن عمر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے۔ جو ایک مرغی کو کسی جگہ باندھ کر تیروں سے نشانہ بازی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ کہ کسی ذی روح کو باندھ کر پھر نشانہ بازی کی جائے ؂

متنرجم :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ آزاد اور قابو میں نہ آنے والے جانور کا شکار کرنا تو جائز ہے۔ مگر مرغی بکری گائے بیل یا کتا وغیرہ جانور جو اور طرح قابو کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں تیر یا بندوق کا نشانہ بنانا درست نہیں ؂

(۵۲)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص شکار کرنے یا مال مویشی اور کھیتی کی حفاظت کی غرض کے بغیر کتا پالتا ہے۔ ہر روز اس کے اجر میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے ؂

متنرجم :۔ خدا تعالےٰ نے کتے کو پہرہ دار پیدا کیا ہے۔ پس انسان کے اس خاصہ سے تو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مگر انگریزوں کی طرح کتے کو گود میں لینا یا پیار کرنا یا بے ضرورت محض نمائشی کتے رکھنا درست نہیں۔ کیونکہ پالتو جانوروں میں سے صرف یہی ایک جانور ہے۔ جو دیوانہ ہو کر دوسروں کو دیوانہ کر سکتا ہے۔ اور اس کا زہر اس کے لعاب کے ذریعہ بدن میں پہنچ کر اپنا بد اثر کرتا ہے

(۵۳)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اپنے غلام کو پیٹا یا مونہہ پر چپیڑ ماری۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ اسے آزاد کر دے ؂

متنرجم :۔ اس حدیث میں مار سے بے وجہ مارنا مراد ہے۔ ورنہ کسی شرارت کی سزا میں غلام کو مارنا چنداں منع نہیں ؂

(۵۴)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ غیلان بن سلمہ جو ثقیف قبیلہ کا رئیس تھا۔ جب مسلمان ہوا۔ تو اس کی دس بیویاں تھیں وہ بھی اس کے ہمراہ مسلمان ہو گئیں۔ اس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ان میں سے کوئی سی چار منتخب کرے ؂

متنرجم :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنا منع ہے ؂

(۵۵)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس ہوئے تو مدینہ میں انصار کی عورتوں کو اپنے مقتول خاوندوں پر روتے پیٹتے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ سب مقتولوں پر عورتیں روتی ہیں۔ مگر میرے چچا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں۔ حضور کی یہ بات جب انصار کی عورتوں کو پہنچی تو وہ حضور کے مکان پر آکر حمزہ کا ماتم کرنے لگیں۔ آدھی رات کے قریب جب حضور کی آنکھ کھلی۔ تو عورتوں کو بدستور رونے پیٹنے میں مصروف پایا۔ اس پر فرمایا۔ ان عورتوں کو روکو۔ یہ تو کل سے رو رہی ہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ آج سے کوئی عورت کسی مرنے والے پر نہ روئے ؂

متنرجم :۔ عرب کے دستور کے لحاظ سے جس قدر بھی زیادہ ماتم کیا جائے۔ اسی قدر مرنے والے کی عزت اور عظمت کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مشہور شاعر اپنی بھتیجی کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔

وَشُقِّیْ عَلَیَّ الْجَیْبَ یَا بِنْتَ مَعْبَدٍ

یعنی اے میرے بھائی معبد کی بیٹی جب میں مر جاؤں۔ تو مجھ پر خوب ماتم کیجئو۔ اور اپنا گریبان پھاڑ دیجئو۔ یہ بدرسم جنگ احد تک منع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے جنگ احد کے بعد دستور کے مطابق انصار کی عورتوں نے خوب زور و شور سے اپنے مردوں کا ماتم کیا۔ اور چاروں طرف سے جب آوازیں آنے لگیں۔ تو حضور کو طبعاً درد پیدا ہوا۔ کہ سب مرنے والوں کی رشتہ دار عورتیں ان پر روتی ہیں۔ مگر میرا چچا اکیلا تھا۔ (کیونکہ حمزہ کے خاندان کی عورتیں فتح مکہ تک مکہ سے نہ آئی تھیں۔) اس پر کوئی رونے والی نہیں۔ غرض محض کس مپرسی کی حسرت کا اظہار تھا۔ ورنہ حقیقتاً منشاء نہ تھا۔ کہ عورتیں آکر ماتم بھی کریں۔ مگر عورتوں کو ذرا موقعہ دے۔ حضور کی یہ بات سن کر سب انصار عورتیں حضورؐ کے گھر جمع ہو کر ماتم کرنے لگیں۔ اسی رات اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضورؐ نے اعلان کر دیا۔ کہ لَا یَبْکِیْنَ عَلٰی ھَالِکٍ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنے یہ بدرسم موقوف کی جاتی ہے۔ آج سے کسی مرنے والے کا ماتم نہ کیا جائے۔ اور اس طرح اس مصلح اعظم نے ہماری عورتوں کو سینہ کوبی سے بچا لیا ؂

(۵۶)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کا یہ بھی ایک طریق ہے۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد آدمی باپ کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے ؂

متنرجم :۔ جن لوگوں کو والدین کی وفات کے بعد بھی ان کی خدمت کرنے کا ثواب حاصل کرنے کا شوق ہو۔ انہیں چاہیئے کہ ان عورتوں اور مردوں سے حسن سلوک کریں۔ جو ان کے والدین سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور انکی امداد کریں۔ جنکی امداد انکے والدین اپنی زندگی میں کرتے تھے اور اس تعظیم اور محبت سے پیش آئیں۔ جنکی تعظیم اور محبت انکے والدین اختیار کرتے تھے اسی انہیں وہی ثواب ملیگا جو زندگی میں ماں باپ کی خدمت کا ہو سکتا تھا۔ اس حدیث سے ان لوگوں کے لئے جو کسی نہ کسی وجہ سے ماں باپ کی خدمت سے محروم رہ گئے ہوں۔ ایک بے نظیر موقعہ نکلتا ہے۔ کہ وہ اب بھی اپنی محرومی کی تلافی کر سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ وہ اپنے والدین کے دوستوں اور محبت رکھنے والوں سے حسن سلوک کا طریق اختیار کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو یہاں تک کرتے تھے۔ کہ اپنی مرحومہ اہلیہ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحفہ تحائف ارسال فرماتے تھے ؂

(۵۷)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو مومن لوگوں سے مل جلکر رہتا۔ اور پھر ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔ وہ بہتر ہے۔ اس مومن سے جو لوگوں سے بالکل الگ اتھلگ رہتا ہے۔ اور لوگوں کی تکلیفوں پر صبر نہیں کرتا ؂

متنرجم :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ راہبانہ زندگی اختیار کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ انسان کی یہی تو مردانگی ہے۔ کہ دنیا میں سب سے مل کر رہے۔ اور پھر اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ دوسروں کو راہ راست پر لائے۔ یہ بھی کوئی بہادری ہے۔ کہ ذمہ داریوں کو بجا لانے کے ڈر سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں جا بیٹھے۔ دنیا تو امتحان کا کمرہ ہے پاس وہی ہوگا۔ جو امتحان کے کمرہ میں داخل ہو۔ اور محنت سے پرچہ لکھے۔ وہ پاس نہیں ہو سکتا۔ جو امتحان کے کمرے سے ہی بھاگ جاتا ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ یعنے مال اور اولاد یہ تو امتحان کا کورس ہیں

اور یہی مفہوم ہے اس حدیث کا جو یہ کہتی ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

(۵۸)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مونہہ پر مارنے سے منع فرمایا تھا۔

مترجم:۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انسان کے تمام قوےٰ کا مرکز چہرہ اور سر ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ چپت مارنے سے آنکھ پھوٹ جائے۔ اور بصارت جاتی رہے۔ کان کا پردہ پھٹ جائے۔ اور سماعت میں فرق آجائے۔ زبان دانتوں کے نیچے کچلی جائے تو قوت ذائقہ باطل ہو جائے۔ یا صفت تکلم میں نقص آجائے اسی طرح دماغ پر چوٹ لگنے سے قوت حافظہ ضائع ہو جائے یا عقل ماری جائے۔ اور ساری عمر کے لئے انسان پاگل ہو جائے۔ غرض چہرہ اور سر اشرف الاعضاء ہیں۔ تنبیہ کے لئے ان کو ہرگز چوٹ نہ پہنچائی جائے۔ بڑی غلطی ہے۔ کہ ہمارے ملک میں لوگ اپنے بچوں شاگردوں اور نوکروں کو مونہہ پر مارتے ہیں ؏

(۵۹)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں تو ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں۔ مگر وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے درگذر کرتا ہوں۔ مگر وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ میں ان سے ہمیشہ نیک سلوک کرتا ہوں۔ لیکن وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں۔ تو کیا میں بھی ان سے اسی طرح پیش آؤں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسا نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری اور انکی دونوں کی خدا تعالےٰ مدد چھوڑ دے گا۔ بلکہ تو ان سے صلہ رحمی کر۔ اور اپنے مال سے ان کی مدد کر۔ کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ کی مدد ہمیشہ تیرے شامل رہے گی۔

(۶۰)

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس یمن سے دو عورتیں آئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم دونوں چاہتی ہو۔ کہ تمہیں اللہ تعالےٰ آگ کے کڑے پہنائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا پس تم دیا کرو زکواۃ جو اللہ تعالےٰ نے واجب فرمائی ہے ؏

مترجم:۔ ہماری جماعت کی عورتوں کو جن کے پاس زیورات ہوں۔ نہایت باقاعدگی سے ہر سال زکواۃ ادا کرتے رہنا چاہیئے اس کے لئے ناظر صاحب بیت المال سے ہر قسم کی واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہاں پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتووں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زیورات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کوئی عورت اس لئے بنوائے۔ کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر عورتیں اس سے عاریۃً لے کر شادی بیاہ میں شریک ہوں۔ اور وہ عورت خود وہ زیور اپنے پہننے میں نہ لایا کرے۔ ایسے زیور کا حکم تو وقف کی طرح ہے۔ یعنی اس پر زکواۃ نہیں۔ دوسرا وہ جو خود بھی کبھی کبھی پہنا جائے۔ اور دوسروں کو بھی عاریۃً دیا جائے۔ ایسے زیور کی زکواۃ ادا کرنا بہتر ہے۔ تیسرا وہ جو عموماً خود پہنا جائے۔ اس کی زکواۃ لازماً ادا کی جائے واللہ اعلم ؏

(۶۱)

عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ کہ ایک مسلمان اپنے گاؤں سے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور حضور سے درخواست کی۔ کہ میں ہجرت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ حضور مجھ سے ہجرت کی بیعت لے لیں۔ اور ساتھ ہی کہا۔ کہ میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی واپس جا۔ اور جس طرح ان کو رلا کر آیا ہے۔ جاکر انہیں ہنسا اور خوش کر

مترجم:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام لانا تو نجات کے لئے فرض ہے۔ مگر ہجرت کرنا جبکہ ماں باپ ناراض ہوں درست نہیں۔ سوائے اس کے کہ اسلام کے اظہار میں خلل پڑتا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت اویس قرنی اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی زیارت نہ کر سکے ؏

(۶۲)

ابو رمثہ سے روایت ہے۔ کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ کے سر پر مہندی کے رنگ کا نشان ہے ؏

مترجم:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر ۶۳ سال تھی۔ مگر اس پیرانہ سالی میں بھی صرف چند بال ڈاڑھی کے اور چند کنپٹیوں کے پاس سر میں سفید ہوئے تھے۔ جو زیادہ سے زیادہ بیس تھے۔ ان معدودے چند بالوں پر بھی حضور مہندی لگاتے اور حضور کے اقوال سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضور سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو سفید رکھنا ناپسند فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے روز حضرت ابوبکر کے والد پیش کئے گئے۔ تو فرمایا کہ بڑے میاں کی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو رنگ دو۔ مگر دیکھو سیاہ نہ کرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نہایت باقاعدگی سے ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں مہندی لگوایا کرتے تھے ؏

(خاکسار سید محمد اسحاق قادیان)

قادیان کی دمشق سے مماثلت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ مسلم کی حدیث ینزل عیسی ابن مریم عند منارۃ البیضاء شرقی الدمشق کے ماتحت آپ کو تو دمشق میں اترنا چاہیئے تھا۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اور جس قصبہ میں آپ کا نزول ہوا۔ اسے دمشق سے کوئی مماثلت نہیں۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کا نزول نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام پیشگوئیوں کے مطابق ہے ؏

اس کے متعلق واضح ہو۔ کہ انبیاء کے کلام میں اکثر استعارات اور مجازات ہوتے ہیں۔ تا ایمان بالغیب کا مقصد فوت نہ ہو۔ اور تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ عام طور پر انبیاء علیہم السلام آئندہ کے متعلق مثالوں اور استعاروں میں کلام کرتے ہیں۔ انجیل اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کئی خواب اور مکاشفات جو کہ استعارۃً پورے ہوئے احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ کو کشفی طور پر اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے نظر آئے۔ بادیٔ الرائے لوگ اسے اچھا تصور کریں گے۔ مگر اس کشف کی جو حقیقت کھلی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ان سے مراد دو کذاب تھے۔ جن میں سے ایک مسیلمہ اور دوسرا اسود عنسی تھا۔ جنہوں نے آپ کے زمانے میں نبوت کا دعوےٰ کیا تھا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ نے کشفی طور پر دیکھا۔ کہ گائیں ذبح ہو رہی ہیں۔ لیکن اس سے مراد وہ صحابہؓ تھے۔ جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ پھر ایک دفعہ آپ نے کشف میں دیکھا کہ بہشت کا ایک پھل ابوجہل کے لئے آپ کو دیا گیا۔ اس سے مراد حضرت عکرمہ بن ابوجہل ثابت ہوئے ؏

پس دمشق کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے۔ استعارہ اور مجازی رنگ میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ بظاہر مسیح موعودؑ کو دمشق سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ دمشق میں کوئی خاص خوبی ہے ؏

پس تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر بولا گیا ہے۔ اور اس سے مراد کوئی اور شہر ہے۔ جس کو اس سے مماثلت ہو۔ چنانچہ قادیان جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ فرمایا اسے دمشق سے کئی طرح سے مماثلت ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں بوضاحت بیان فرمایا ہے۔ جسے پڑھ لینا چاہیئے۔ مختصراً یہ کہ ایک خاص بات جس میں قادیان کو دمشق سے مماثلت ہے۔ یہ ہے۔ کہ قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت ایسے لوگ رہتے تھے۔ جو اپنے خیالات اور عادات کے لحاظ سے ان یزیدی طبع لوگوں کے مشابہ تھے۔ جن کے باعث دمشق کو خاص شہرت ہوئی۔ اور یہ مقام بہت عرصہ تک ان کا پایۂ تخت رہا۔ (خاکسار محمد صدیق امرتسری)

احمدیت کے خلاف "سیاست" کا سلسلۂ مضامین

(۱۳)

سید حبیب صاحب کی نویں دلیل کی حقیقت

نویں دلیل

سید صاحب نویں دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
"مرزا صاحب نے نبی ہونے سے انکار بھی کیا ہے چونکہ احمدی جماعت لاہوران کے ادعائے نبوت سے انکاری ہے لہذا یہ فرض برادران قادیان پر عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے اقوال میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اسکی توضیح کریں۔ ورنہ یہ انکار و اقرار نبوت بجائے خود مرزا صاحب کے دعاوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اور مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کرنے سے میرے انکار کی نویں دلیل یہ ہے کہ وہ نبوت کے مدعی بھی ہیں اور اس سے انکاری بھی" (قسط یازدہم)

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ

اس کے بعد سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے چند ایسے حوالے نقل کئے ہیں۔ جو غیر مبایعین کی طرف سے اس ادعا کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ چنانچہ سید صاحب قسط یازدہم میں لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب نے ادعائے نبوت کو بھول بھلیاں بنا دیا ہے۔ جسکی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ لیکن میں ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ نے ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار دیا تھا۔ جو ہو بہو درج ذیل ہے۔" اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی بعض عبارتیں درج کی ہیں مجھے یقین ہے کہ سید صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" مکمل صورت میں نہیں دیکھا بلکہ کسی کتاب میں اس کے بعض اقتباسات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ اور انہی کو مکمل اشتہار سمجھ کر نقل کر دیا ہے۔ ورنہ اگر آپ سارے اشتہار کا مطالعہ کر کے اس کے مضمون پر غور فرماتے۔ تو اس میں دعویٰ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بظاہر متعارض تحریرات کا جواب آپکو مل جاتا۔ اس میں حضور کے یہ الفاظ قطعی طور پر فیصلہ کن ہیں۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ وہ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام ان تحریروں کی تشریح ہیں۔ جن میں حضور نے اپنے نبی اور رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ کسی متکلم کے کلام کی تفسیر اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو یہ حق ہے۔ کہ متکلم کی منشاء کے خلاف اس کے کلام کا کوئی اور مطلب بیان کرے "ایک غلطی کا ازالہ" کا مذکورہ بالا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام ان تحریروں کا جن میں حضور نے بظاہر دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔ حل ہے۔

کوئی تضاد نہیں

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جہت سے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور دوسرے اعتبار سے اس کا اثبات لہذا سید صاحب کا یہ کہنا۔ کہ آپ کی تحریرات میں تضاد ہے صحیح نہیں۔ آپ کے کلام میں تضاد اس صورت میں ہوتا جبکہ حضور ایک ہی جہت سے نبوت کا دعوے کرتے۔ اور اسی اعتبار سے اس کا انکار کرتے۔ مگر یہاں اس کے بالکل برعکس یہ صورت ہے کہ جس جہت سے انکار ہے۔ اس جہت سے اثبات نہیں۔ اور جس جہت سے اثبات ہے۔ اس جہت سے انکار نہیں۔ تعجب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں جو چیز فیصلہ کن اور سب سے واضح ہے۔ اسی کو سید صاحب "بھول بھلیاں" سے تعبیر کرتے ہیں۔ دراصل نبوت کی حقیقت اور تعریف سمجھنے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دو زمانے آئے۔ اور اس لئے حضور کی تحریرات میں دعوئے نبوت کے حوالہ جات دو قسم کے ہیں۔ ایک ۱۹۰۱ء سے پیشتر کے اور دوسرے ۱۹۰۱ء کے بعد کے۔ ۱۹۰۱ء سے پیشتر کی تحریرات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی کی تعریف یہ سمجھتے تھے۔ کہ جو نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے۔ یا یہ کہ اس نے بلاواسطہ نبوت پائی ہو۔ اور یہی تعریف عام طور پر مسلمانوں میں رائج اور مسلم تھی۔

انبیاء کا طریق

انبیاء کا طریق یہ ہے۔ کہ وہ اس وقت تک کسی رائج بات کو نہیں چھوڑتے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے چھوڑنے کا صریح طور پر حکم نہ آئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مسلم شریف میں آیا ہے۔ کان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر بہ (مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ مصر) یعنے حضور کو جن باتوں کے متعلق جناب الٰہی سے حکم نہیں ہوتا تھا ان میں آپ اہل کتاب ہی کی موافقت پسند فرماتے تھے خصوصاً ان مسائل میں جن میں ذاتی رتبہ اور مقام کا اظہار ہوتا تھا۔ حضور زیادہ احتیاط سے کام لیتے تھے چنانچہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے صریح طور پر یہ نہ سمجھا دیا گیا۔ کہ حضور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ یہی فرماتے رہے۔ کہ لاتفضلونی علی موسیٰ نیز فرمایا۔ من قال انا خیر من یونس فقد کذب یعنی یہ کہ میں موسےٰ سے افضل نہیں۔ اور جو مجھے یونسؑ سے افضل کہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے حضور کو عالی مرتبہ اور بلند مقام سے اطلاع دی۔ تو فرمایا انا سید الاولین والاخرین من النبیین اور انا سید ولد آدم یعنے میں گذشتہ اور آئندہ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ اور میں تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان بظاہر متعارض اقوال کی سوائے اس کے اور کیا تاویل ممکن ہے کہ حضور پر جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے حقیقت کا انکشاف نہ ہوا تھا۔ تب تک بوجہ احتیاط اس سے انکار کیا۔ اور جب حقیقت منکشف ہو گئی تو اس کا اظہار کیا۔

طریق حل

اس احتیاط سے کام لیتے ہوئے جو شیوہ انبیاء ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عام مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کے مطابق ابتداء میں یہی خیال تھا۔ کہ نبی میں مذکورہ بالا تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ آپ میں یہ شرائط نہ پائی جاتی تھیں۔ اس لئے آپ اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ اور اپنے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ کی جزئی نبوت ناقص نبوت محدثیت والی نبوت سے تاویل فرماتے رہے لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد وحیٔ الٰہی نے آپ پر منکشف کیا۔ کہ نبی کیلئے نئی شریعت لانا یا پچھلے احکام منسوخ کرنا یا بلاواسطہ نبوت پانا شرط نہیں بلکہ صرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا۔ اور کثرت سے پیشگوئیاں کرنا شرط ہے۔ یہ شرط آپ میں پائی جاتی تھی۔ تو آپ نے اپنے آپ کو صریح طور پر نبی اور رسول کہا۔ اور

اس کے بعد کبھی اپنی نبوت و رسالت کا انکار نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کی تاویل کی۔ ہاں بلا واسطہ نبوت پانے یا نئی شریعت لانے سے حضور آخر تک انکار کرتے رہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت کی اصل حقیقت (یعنی کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے اور بکثرت پیشگوئیاں کرنے) کا تو ابتداء ہی سے دعویٰ کیا ہے۔ اور اس سے نہ پہلے کبھی انکار کیا اور نہ بعد میں۔ ہاں تشریعی نبوت اور بلا واسطہ نبوت پانے سے انکار کیا ہے۔ اور اس کا نہ پہلے کبھی دعویٰ کیا نہ بعد میں۔ اس اصل کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر نظر کی جائے۔ تو ان کے حل کرنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہتی

سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کے حوالے

سید حبیب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تحریرات پیش کی ہیں ان میں سے سوائے ایک کے باقی سب سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی ہیں۔ اس لئے ان کا ایک ہی اصولی جواب ہماری طرف سے یہ ہے۔ کہ یہ سب قسم اول سے ہیں۔ اور ان میں دعوئے نبوت سے انکار اس تعریف کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ہے جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج تھی۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کا حوالہ

وہ حوالہ جو آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا پیش کیا ہے۔ وہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵ کا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یعنی میں مجازی طور پر نبی ہوں حقیقی طور پر نہیں۔ اگر سید صاحب یہ حوالہ کسی اور کتاب سے نقل کرنے پر ہی اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ اصل حوالہ کو خود پڑھتے اور سیاق و سباق کو ملا کر اس کے معنوں پر غور کرتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس سے کسی جگہ بھی انکار نہیں کیا۔ لہذا اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں میں تضاد کے ثبوت میں پیش کرنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے چند سطریں قبل فرماتے ہیں۔

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ بید انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ وما اری فی نفسی خیراً ووجدت کلما وجدت من ھذہ النفس المقدسۃ۔ وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک او حسب نفسہ شیئاً او اخرج عنقہ من الربقۃ النبویۃ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفی علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ۔ وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعۃ خیر البریۃ۔ وواللہ ما حصل لی ھذا المقام الا من انوار اتباع الاشعۃ المصطفویۃ۔ وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یعنی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو گئی ہے۔ اور قرآن مجید جو تمام صحف سابقہ سے بہتر ہے اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی کتاب اور شریعت نہیں۔ ہاں میرا نام تمام جہان سے افضل (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبی رکھا ہے۔ اور یہ آنحضور صلعم کی پیروی کی برکات کی وجہ سے امر ظلی ہے۔ اور مجھے اپنے نفس میں تو کوئی خوبی نہیں۔ میں نے جو کچھ پایا ہے وہ اسی مقدس نفس سے حاصل کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے میری نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ لی ہے اور خدا کی لعنت ہے اس شخص پر جو اس سے بڑھ کر کچھ اور مراد لے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے یا اپنی گردن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (غلامی کی) رسی سے باہر نکالے۔ اور ہمارے رسول کریم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر سلسلہ مرسلین منقطع ہو گیا ہے پس کسی کو یہ حق نہیں کہ حضور صلعم کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آپ کے بعد صرف کثرت مکالمہ باقی رہ گیا ہے اور وہ بھی آنحضرت صلعم کی اتباع سے مل سکتا ہے۔ بغیر متابعت کے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کہ مجھے یہ مقام صرف مصطفوی شعاعوں کی اتباع کے انوار سے حاصل ہوا ہے۔ اور میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے۔ حقیقی طور پر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ حضور نے اس جگہ نبوت تشریعی اور ایسی نبوت سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر پائی ہو۔ انکار کیا ہے۔ اور نبوت غیر تشریعی کا جو بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوئی اور جس سے مراد کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے اقرار کیا ہے نبوت کی پہلی قسم کا نام آپ نے مستقل اور حقیقی رکھا ہے اور اس کی نسبت سے دوسری کا نام مجازی۔ ظلی اور غیر مستقل۔ مگر مؤخر الذکر کو غیر نبوت قرار نہیں دیا۔ بلکہ نبوت کے دو مفہوم اور دو معنے بیان کر کے۔ اسے دوسرے مفہوم کے ماتحت رکھا ہے پس اس میں جس نبوت کا دعویٰ ہے اس سے کبھی آپ نے انکار نہیں کیا۔ لہذا اس میں اور ان تحریروں میں جن میں حضور نے دعوئے نبوت کیا ہے کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ ان میں آپ نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہاں بھی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا ہے۔

سیّد صاحب کی ناواقفیت

سید صاحب اپنے مضمون کی قسط سیزدہم میں لکھتے ہیں

"برادران قادیان لوگوں کو یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب شریعت کے بغیر نبی مبعوث ہوئے ایسا نبی ظلی اور بروزی نبی ہوتا۔ اسی کو محدث کہتے ہیں۔ اور محدث اور مجدد نبی نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ" سید صاحب نے اپنے مضمون میں امتیاز کیلئے غیر مبایعین کیلئے "احمدیہ جماعت لاہور" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور مبایعین کے لئے "برادران قادیان"۔ اس لئے اس جگہ بھی "برادران قادیان" سے جماعت مبایعین ہی مراد ہو سکتی ہے لیکن جماعت مبایعین کے متعلق سید صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں جس خیال کا اظہار فرمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ظلی اور بروزی نبوت کو کبھی محدثیت اور مجددیت کے مترادف نہیں سمجھتے۔ یہ عقیدہ غیر مبایعین کا ہے۔ سید صاحب نے اسے ہماری طرف منسوب کرنے میں ہمارے عقائد سے انتہائی ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔

اسی طرح آپ نے اپنے مضمون کی قسط سیزدہم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف مندرجہ ذیل الفاظ منسوب کئے ہیں۔

"میں وہ تھیلا ہوں جس میں تمام نبی بھرے پڑے ہیں"

یہ الفاظ غالباً سید صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی شریر مخالف کی کتاب میں پڑھے ہیں۔ اور تحقیق کئے بغیر آپ نے ان کو حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام کی کسی تصنیف میں یہ الفاظ نہیں۔ اور یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ سید صاحب نے حوالہ جات نقل کرتے ہوئے انتہائی طور پر غیر ذمہ دارانہ طریق اختیار کیا ہے

علاوہ ازیں آپ نے قسط یازدہم میں جو دراصل قسط دوازدہم ہے اور غلطی سے اس پر قسط یازدہم لکھا گیا ہے۔ ایک عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے کتاب "ضمیمہ تحفہ گولڑویہ" کو سنہ ۱۹۰۲ء کی اور "اربعین ۳" کو سنہ ۱۸۹۹ء کی طبع شدہ لکھا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اگر سید صاحب صرف نقل پر ہی انحصار نہ کرتے۔ بلکہ اصل کتابیں اور ان کے سیاق و سباق کی عبارتیں پڑھ لیتے۔ تو آپ کی فروگذاشتوں میں معتدبہ کمی آ جاتی۔ اور آپ کو معلوم ہو جاتا۔ کہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ اور اربعین ۳ دو مختلف کتابیں نہیں۔ بلکہ ایک ہی مضمون کے دو نام ہیں۔

خاکسار۔

علی محمد اجمیری۔ قادیان

بنگہ ضلع جالندھر میں ایک اہم مناظرہ

جماعت احمدیہ کی نمایاں فتح

(از نامہ نگار الفضل)

خیر مقدم

۲۷ر اکتوبر بروز جمعہ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ انصار اللہ جماعتہائے ضلع جالندھر کی دعوت پر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل اور مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل تین بجے شام کی گاڑی سے بنگہ پہنچے۔ انصار اللہ نے بیج لگائے ہوئے تھے۔ اور سٹیشن پر استقبال کیلئے صف آراستہ تھے۔ جب گاڑی سٹیشن پر پہنچی۔ تو انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

حیات و وفات مسیح پر مناظرہ

۲۸ر اکتوبر کو پہلا مناظرہ حیات و وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر دس بجے صبح شروع ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل کوٹ مارڑ دی۔ اور ہماری طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس تھے۔ اس مسئلہ میں مدعی غیر احمدی مناظرہ تھا جس نے اپنی ابتدائی ایک گھنٹہ کی تقریر میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو آسمان پر بجسدہ العنصری ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ شمس صاحب کے مدلل بیان اور جارحانہ حملوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بحث کے آخری مراحل میں مولوی محمد حسین صاحب نے کھسیانہ ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیحؑ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اور وہ عیسائیوں اور یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ جس کے جواب میں شمس صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے۔ کہ مسیح موعود میری امت کی خرابی کے وقت ظاہر ہو گا۔ اور ان کی اصلاح کریگا مگر آپ کہتے ہیں۔ صرف یہودیوں اور عیسائیوں کی اصلاح کیلئے آئے گا۔ جسکا کوئی جواب مولوی محمد حسین صاحب سے بن نہ آیا۔

ختم نبوت پر مناظرہ

دوسرے دن کا بحث مسئلہ ختم نبوت تھا۔ فریق مقابل کی طرف سے مولوی محمد صاحب مولوی فاضل عربک ٹیچر ڈی۔ بی ہائی سکول رائیکوٹ ضلع لدھیانہ اور ہماری طرف سے مولوی علی محمد صاحب اجمیری مناظر تھے

عجیب و غریب پریذیڈنٹ

اس دن فریق مقابل نے اپنے گذشتہ روز کے پریذیڈنٹ کو تبدیل کر کے ایک نیا پریذیڈنٹ تجویز کیا۔ ہماری طرف سے دونوں مناظروں میں میاں عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل نواں شہر پریذیڈنٹ تھے۔ غیر احمدیوں کے نئے پریذیڈنٹ کی شکل و صورت دیکھ کر اور اس کی زبان سے پہلا ہی فقرہ سن کر جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے بزبان انگریزی میاں عطاء اللہ صاحب سے فرمایا۔ کہ آج آپ کو ایک احمق پریذیڈنٹ سے واسطہ پڑتا معلوم ہوتا ہے۔ جس میں آپ کی پوزیشن قابل رحم ہو گی۔ غیر احمدی مناظر نے اپنی ابتدائی ایک گھنٹہ کی تقریر میں بحیثیت مدعی یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی کی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت جاری نہیں۔ اس کے جواب میں مولوی علی محمد صاحب اجمیری صرف دس منٹ ہی بولے تھے۔ کہ ان کی تقریر کا گہرا اثر دیکھ کر پریذیڈنٹ فریق مقابل اپنی کرسی سے یکایک یوں کودا۔ کہ گویا اس کے تلووں میں سپرنگ لگے ہوئے ہیں۔ (اس کی تمام حرکات ہی سپرنگی تھیں) اور ہمارے پریذیڈنٹ صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جناب صدر صاحب آپکا مناظر مبحث سے خارج ہو کر تقریر کر رہا ہے آج کی بحث "ختم نبوت" ہے۔ "ختم نبوت" ہے۔ انہیں ختم نبوت پر بحث کرنی چاہئیے۔ ہاتھ ہلاتے اور جسم کو ٹیڑھا کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ میں انہیں کسی اور بحث میں جانے نہیں دوں گا۔ اس پر سب لوگ حیران ہو گئے۔ کہ پریذیڈنٹ صاحب کو یہ کیا سوجھی ہے۔ جب ہمارے صدر صاحب نے دریافت کیا کہ ہمارے مناظر کی تقریر خارج از مبحث کیسے ہے؟ تو بولے کہ یہ جو تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کا ختم نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ شرائط میں تو صرف "ختم نبوت" لکھا ہے۔ میاں صاحب نے ہر چند سمجھایا۔ دوسرے لوگ اور حکام بھی جو انتظام کے لئے وہاں موجود تھے۔ سب حیران تھے۔ کہ پریذیڈنٹ صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔ آخر بہت کچھ سمجھانے کے بعد واضح الفاظ میں بتلایا گیا۔ کہ آپ کا مناظر اپنی تقریر میں بار بار یہ کہہ رہا تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی نہیں آسکتا۔ اس کے جواب میں یہ بحث کرنی پڑے گی۔ کہ کس قسم کی نبوت بند ہے۔ اور کس قسم کی جاری اس جواب پر فریق مخالف کے علماء نے بھی اپنے پریذیڈنٹ کو سمجھایا مگر اس نے کہا۔ میری سمجھ میں ابھی یہ بات نہیں آئی کیونکہ شرائط میں صرف "ختم نبوت" لکھا ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ نبوت جاری ہے۔ یا بند ہو گئی ہے۔ اس پر میاں صاحب موصوف نے کہا۔ کہ اگر صرف انہی دو لفظوں پر بحث کرنی ہے۔ تو پھر آپ کے مناظر کو چاہیئے تھا۔ کہ تسبیح ہاتھ میں لے کر ختم نبوت ختم نبوت کا ورد کرتا رہتا۔ اور آپ بیٹھے سنتے رہتے۔ تب اسے اپنی بیوقوفی پر کچھ ندامت ہوئی۔ اور بیٹھنا پڑا

فریق مقابل کا مناظر

غرض اجمیری صاحب نے اپنی جرح شروع کی۔ اس بحث میں فریق مقابل کا مناظر بھی عقل کے لحاظ سے اپنے پریذیڈنٹ کے لگ بھگ ہی تھا۔ جو دلائل سے عاجز آ کر مناظرہ کی آخری تقریروں میں لمبی لمبی دعائیں کر کے وقت ٹالتا رہا۔ آداب گفتگو سے یہ صاحب بالکل کورے تھے۔

مناظرہ کا تیسرا دن

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں مناظرہ کی کامیابی کی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہوئے اگلے روز کے مناظرہ کے لئے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل کو بھجوانے کی درخواست کی تھی۔ جس پر حضور نے کمال مہربانی سے مولوی صاحب کو بھجوانے کا ارشاد فرما دیا۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب تیسرے مناظرہ کے شروع ہونے سے ایک گھنٹہ قبل بنگہ پہنچ گئے۔ آج کے مناظرہ میں ہماری طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس پریذیڈنٹ تجویز ہوئے۔ جنہوں نے غیر احمدی پریذیڈنٹ صاحب کو خاموش بٹھائے رکھا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے اپنی ایک گھنٹہ کی ابتدائی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل نہایت وضاحت سے بیان کئے جسکا پبلک پر گہرا اثر ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب مناظر فریق مخالف نے مولوی محمد سلیم صاحب کے دلائل اور قوت بیانیہ کا اثر دیکھ کر تمسخرانہ اور سوقیانہ رویہ اختیار کیا۔ اور پہلے اجلاس کی آخری تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سخت بدزبانی کی۔ جو حد برداشت سے باہر تھی۔ مگر جماعت احمدیہ کی طرف سے انتہائی صبر سے کام لیا گیا۔ آخر جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے مدمقابل کا یہ رویہ دیکھ کر دوسرے اجلاس کے لئے سکینین کو روانہ کرتے ہوئے مولوی محمد سلیم صاحب کو اجازت دی۔ کہ اگر وہ سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے۔ تو پھر آپ کو بالمقابل سختی کرنیکی اجازت ہے۔ کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ اور جناب ناظر صاحب خود دعا میں مصروف ہو گئے۔ اس اجلاس میں جو حشر کوٹ مارڑی مولوی صاحب کا ہوا۔ وہ ناقابل بیان ہے

نہ صرف یہ کہ اس میں ان کی کمر ٹوٹ گئی۔ بلکہ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی ناکامی و نامرادی بلاحظہ کر لی۔

مولوی محمد حسین صاحب کا فرار

مولوی محمد حسین ہر موقعہ پر ایک اشتہار شائع کیا کرتا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو یہ چیلنج کرتا ہے۔ کہ لفظ توفی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج پر مباحثہ کر لیا جائے۔ حسب عادت بنگہ میں بھی اس نے یہ اشتہار شائع کیا۔ جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے مولوی جلال الدین صاحب شمس کو یہ چیلنج منظور کرنے کی اجازت دی۔ اور مولوی صاحب نے نہ صرف یہ کہ اس چیلنج کو منظور کیا۔ بلکہ بالمقابل اپنی طرف سے بھی اس کو تحریری چیلنج دیتے ہوئے اس کی غیرت کو مقابلہ کے لئے اکسایا۔ مگر اس نے فرار کی راہ اختیار کی۔

کولوتارڑوی کی رسوائی

آخری مناظرہ کے دوران میں مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ اعجاز احمدی کے ایک شعر کی غلطیاں بیان کرتے ہوئے چیلنج دیا۔ کہ اس شعر کو صحیح ثابت کیا جائے۔ اس پر جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے مولوی جلال الدین صاحب کو چیلنج منظور کرنے کی اجازت دی۔ مگر کولوتارڑوی کی رسوائی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب لوگوں کو اس کے جوابات سے یہ معلوم ہوا۔ کہ حیلوں بہانوں سے وہ بھاگنے کی راہ تلاش کر رہا ہے۔

ایک اور ذلّت

تیسری ذلّت مولوی محمد حسین صاحب کو یہ نصیب ہوئی کہ اس نے مجوکہ ضلع سرگودہا کے مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بڑ ہانکی کہ مولوی اجمیری صاحب کا جو مناظرہ مجھ سے وہاں ہوا تھا۔ اس کے نتیجہ میں پانچ احمدیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ اور کہا اگر یہ غلط ہے۔ تو اس کی تردید کی جائے اجمیری صاحب نے فوراً اس کی تردید کی۔ اور لوگوں کو بتلایا۔ کہ اس موقعہ پر ۲۶ افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اگر یہ درست نہیں تو آؤ ایک اشٹامپ لکھا جائے۔ جس شخص کا بیان غلط ہو۔ اس پر تاوان ڈالا جائے۔ مگر کولوتارڑوی نے اس تجویز کو قبول کرنے سے بھی اس بہانہ سے انکار کر دیا۔ کہ یہ ثابت کرنا ہوگا۔ کہ وہ بیعت کرنے والے سب کے سب حنفی اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔ غیر احمدیوں کے کسی اور فرقہ سے تعلق نہ رکھتے تھے۔

احمدیت میں داخل ہونے والوں کا اعلان

اختتام جلسہ پر چار افراد نے اپنے نام اور پتے بتلا کر اس بات کا اعلان کیا۔ کہ ہم احمدیت کو سچا سمجھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ فریق مخالف نے بھی تین آدمیوں کو کھڑا کیا۔ جنہوں نے کمال سادگی سے کھڑا کرنے والوں کے جھوٹے ہونے کا ٹھیٹھ پنجابی میں یہ کہہ کر ثبوت پیش کیا۔ کہ پہلے اسیں مرجئی ہندے ساں ہن اسیں احمدی ہنے آں یعنے پہلے ہم مرزائی تھے۔ اب ہم احمدی ہیں۔ اس پر بے اختیار چاروں طرف سے قہقہے بلند ہوئے۔

مناظرہ کی اہمیت

بنگہ میں غیر احمدیوں کے ساتھ یہ پہلا مناظرہ ہے۔ جو کئی ایک وجوہ سے اہمیت رکھتا ہے۔ اس مناظرہ کو علاقہ دوآبہ میں اس قدر شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ کہ اس میں شریک ہونیکے لئے اضلاع جالندھر۔ ہوشیار پور اور لدھیانہ وغیرہ سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ہماری طرف سے احمدی اور غیر احمدی مہمانوں کی خوراک وغیرہ کے اخراجات برداشت کرنے والے بنگہ کے چند مخلص احباب تھے۔ جن کی امداد بعض دوسرے مخلصین نے بھی کی۔ مولوی رحمت اللہ صاحب باغانوالے۔ چوہدری بابو صاحب۔ پریذیڈنٹ مولوی فضل الدین صاحب سکرٹری تبلیغ مولوی محمد الدین صاحب اور دیگر کارکن سب قابل شکریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص احسان ہؤا کہ ان کو اس قدر وسیع پیمانہ پر پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ چوہدری غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام کے پاکیزہ نمونے کا یہ اثر ہے۔ کہ انہوں نے اپنے علاقہ کی تمام جماعتوں کو اپنی نگرانی اور تربیت میں رکھا ہؤا ہے اور ان کے کاموں میں خود شرکت کر کے دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی وہ موجود تھے۔ اور ان کا یہ نمونہ قابلِ رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

عملہ پولیس کا شکریہ

اس ضمن میں اس امر کا اظہار بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ سب انسپکٹر پولیس چوہدری سورت سنگھ صاحب اور ان کے ماتحت عملہ نے اپنے فرائض دانشمندی اور عمدگی سے ادا کئے۔ ہم سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس جالندھر کے خاص طور پر شکر گذار ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے حُسن انتظام سے پبلک کی مذہبی آزادی کو قانون کے منشاء کے ماتحت بحال رکھا۔ بعض افسر ایسے مواقع پر اندیشہ فساد وغیرہ کا عذر سامنے رکھ کر پبلک کی جائز آزادی میں روک ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ جب انہیں حکومت کی طرف سے مفسدہ پردازوں کی روک تھام کے لئے پورے اختیارات حاصل ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس بہانہ سے پبلک کی جائز آزادی میں رخنہ انداز ہوں۔ کہ فساد ہو جائے گا۔ پولیس کی غرض و غایت یہی ہے کہ فساد اور شرارت کو روکے نہ یہ کہ لوگوں سے انکی جائز مذہبی آزادی چھین کر خود گھر میں بیٹھی رہے۔

ضلع گجرات کے بعض حکام کا رویّہ

گذشتہ سال ضلع گجرات میں بعض حکام کا رویہ مبلغین احمدیہ کے جلسہ کے روکنے میں نہایت ہی قابل مذمت اور لائق افسوس تھا۔ در اصل انہوں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ بزدل اور ناکارہ۔ اور شریروں کی دھمکیوں کے مقابل پر بے بس ہیں۔ گذشتہ سے پیوستہ سال بٹالہ کے ایک فریق نے۔ دھمکی دی تھی کہ ہم اس شہر میں فلاں فریق کو جلسہ نہیں کرنے دینگے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور۔ مسٹر جنکنس اور خان بہادر شیخ عبدالعزیز صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس دونوں بذات خود موقعہ پر موجود ہوئے اور کہا کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کس طرح کوئی فریق دوسرے فریق کی مذہبی آزادی میں مخل ہوتا ہے۔ پھر سب نے دیکھ لیا۔ کہ ان کے عزم کے سامنے مفسد پردازوں کی لٹھ بازی کی دھمکی دھری کی دھری رہ گئی۔

فرض شناس حکّام کا شکریہ

بعض حکام کے بزدلانہ رویہ کو دیکھ کر ایسے موقعہ پر ہمیں ان حکام کا بے اختیار شکریہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو فرض شناس ہیں۔ مناظرہ بنگہ میں جناب پیرزادہ محمد انعام الدین صاحب تحصیلدار دو دن بذات خود موقعہ پر آتے رہے۔ اور اطمینان بخش صورت حال دیکھکر واپس نواں شہر چلے جاتے۔ ایسا ہی رائے ٹھاکر سنگھ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی بنگہ نے بھی اس موقعہ پر حکام کا ہاتھ بٹایا۔ اور مناظرہ کے آخر تک بحث کو پورے اہتمام اور دلچسپی سے سنا۔ نہ صرف یہی بلکہ دنیا میں سب امن قائم کرنے والے ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

ایک خاص امتیاز

مناظرہ بنگہ کو اس لحاظ سے بھی ایک خاص امتیاز حاصل ہے کہ مختلف اضلاع کے انصار اللہ و نائب مہتمان تبلیغ اور امراء اپنے اپنے رجسٹرات لے کر معائنہ کرانے کے لئے اس موقعہ پر حاضر تھے۔ جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے ان کے رجسٹروں کا معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں۔ اور احباب کو ان کے فرائض اور طریق کار سے آگاہ کیا۔ ۳۰ اکتوبر کو نماز مغرب ادا کرنے کے بعد جناب ناظر صاحب نے الوداعی تقریر فرمائی۔ اور احباب کے اللہ اکبر کے نعروں میں تمام قافلہ رخصت ہؤا۔

بعض براۓ قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں مثلاً محلہ دار العلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزاں نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی بڑی سڑک پر بجائے ۲۰ کے معہ ۱۷ فی مرلہ اور اندرون محلہ بجائے معہ ۱۷ کے ۱۵ فی مرلہ۔ محلہ دار الفضل میں ریلوے روڈ پر منڈی کے قریب۔ مسجد کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب۔ جن میں سے بعض قطعات کے چاروں طرف راستے ہیں۔ اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں۔ تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر

محمد احمد مولوی فاضل ایڈیٹر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اقادیان

قابل توجہ احمدی اطباء

معزز برادران! میں آپ کی توجہ ایک طبی برادری کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کا نام انجمن خادم الحکمت ہے۔ اور اس کے بانی حضرت استاذ الاطباء حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید امیر جماعت احمدیہ شاہدرہ لاہور ہیں۔ جن کی سرپرستی میں نہایت وسیع و معتبر دواخانہ جاری ہے۔ آپ بھائیوں کا فرض ہے کہ ہمارے ساتھ رشتہ اتحاد قائم کریں۔ نیز ہم تمام قسم سمیات نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ جس کی مختصر فہرست پیش نظر ہے۔ ہر ایک چیز کی قیمت چھٹانک کے حساب سے لکھی گئی ہے۔ ہمارا رسالہ طب جدید و تبصرۃ الاطباء مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیے گا۔ سنکھیا سفید بلوری ۴ر سنکھیا سیاہ سرمئی عمر سنکھیا دودھیا ۸ر سنکھیا زرد ۱۲ر سنکھیا سرخ ۱۲ر رسکپور عہ دار چکنا سفید ٹلی ۱۵ر میٹھا تیلیا سفید و سیاہ ۴ر کچلا ار تخم دھتورہ سیاہ ۲۰ر ہڑتال ورقی اصلی عہ۔ **نوٹ:-** ہر ایک آرڈر میں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ فلاں زہر فلاں مطلب کے لئے درکار ہے۔

المشتہر:- ممتاز الاطباء حکیم مختار احمد جنرل منیجر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ۔ لاہور۔

نومبر۔ دسمبر۔ جنوری کے لئے پانچ روپیہ فیصدی کی خاص رعایت صرف احمدیوں کے لئے ہے اس زریں موقعہ سے فائدہ نہ اٹھانا قسمت کی ناجائز شکایت ہے۔

آفتاب صداقت کا طلوع

سیکنڈ ہینڈ کوٹ اور خوشنما کٹ پیس

اگر آپ تازہ چالان کا خوشنما کٹ پیس اور اعلیٰ قسم کے سیکنڈ ہینڈ کوٹ خرید کر نفع اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو پتہ ذیل سے مفت لسٹ منگوا کر قیمت کا تو مقابلہ کریں گے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

دی۔ ڈچ کمرشیل کمپنی بمبئی ۹

اندرون شہر میں

ایک باموقع مکان کی فروخت

ایک مکان پختہ چار مرلے کے رقبہ میں بنا ہوا ہے۔ جس پر بالائی منزل بھی ہے۔ شہری طرز کا تعمیر شدہ ہر ایک قسم کی ضروریات مہیا ہیں۔ مسجد اقصیٰ مسجد مبارک دونوں بالکل قریب ہیں۔ کوچہ مغلاں میں واقع ہے۔ جو صاحب لینا چاہتے ہوں۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کر لیں۔ تفصیلی حالات بذریعہ خط و کتابت دریافت کریں۔

چودھری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

ضرورت رشتہ

ایک احمدی مولوی فاضل اے۔ وی۔ عمر تیس سال کے لئے جو کہ ستر روپے ماہوار پر ڈسٹرکٹ بورڈ کا مستقل ملازم ہے۔ موجودہ جائداد کی مالیت چھ ہزار روپیہ ہے۔ لڑکی تندرست کنواری اور خواندہ ہو۔ اہل حاجت خاص کر ضلع لائل پور کے رہنے والے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

عبد الغنی احمدی عربی مدرس ڈی بی ہائی سکول موروٹی پور براستہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

نقل اعلان نظارت امور عامہ قادیان

مندرجہ اخبار الفضل ۹ ستمبر ۱۹۳۳ء

"سال حال کی مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بیکاری کے انسداد کیلئے جو تجاویز فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک تجویز یہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتوں کے اجراء کی کوشش اور تحریک کی جائے...... میں احباب جماعت کو جہاں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر ان صنعتوں کی طرف توجہ کریں۔ وہاں میں اس امر کا خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ قادیان میں...... ایک کارخانہ جاری کیا گیا ہے جس میں حسب ذیل اشیاء تیار کی جاتی ہیں:- (۱) صابن کپڑے دھونے کا (۲) صابن نہانے کا (۳) خوشبودار تیل (۴) عطریات (۵) سیاہی بجائے فونٹین پن (۶) لکھنے کی سیاہی (۷) ویزلین خوشبودار

"سلک سوپ"	"انگور شنائی"	"سنو ٹائلٹ سوپ"
ریشمی و اونی کپڑے دھونے کے لئے دنیا کا بہترین صابن ہے۔ قیمت فی ٹکیہ ۲ر	سب سے بہتر فونٹین پن اور عام قلم سے لکھنے کیلئے دنیا میں کوئی سیاہی نہیں قیمت:- پتھر کی بڑی بوتل ۱۲ر شیشے کی چھوٹی بوتل ۳ر	نہانے کے لئے نہایت خوشبودار اور جلد کو ملائم کرنے والا ایک ہی صابن ہے قیمت فی ٹکیہ ۴ر

بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ان اشیاء کو قادیان سے منگوائیں تاکہ ان صنعتوں کے جاری کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور آئندہ اس قسم کی مزید صنعتیں جاری ہو سکیں۔ منیجر صاحب کارخانہ تجارت پیشہ اصحاب کو تھوک مال خریدنے پر خاص رعایت دیں گے۔ تفصیلات بذریعہ خط و کتابت طے کی جا سکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض جگہوں کے احباب اپنی ضروریات کے مطابق اکٹھی چیزیں منگوائیں پھر آپس میں تقسیم کریں۔ منیجر صاحب کارخانہ سے پتہ ذیل پر خط و کتابت کیجئے:- **منیجر کارخانہ سنو سوپ** اینڈ پرفیومری کمپنی قادیان

ناظر امور عامہ قادیان

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیلن۔ چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور مل۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشین وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست **مفت** طلب فرمائیے۔

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ۔ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف عہ۔ **منیجر شفاخانہ دلپذیر بسلانوالی ضلع سرگودھا**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مہاراجہ صاحب دیواس کے متعلق "ٹریبیون" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے تجویز کردہ تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش ہونے کے لئے برطانی علاقہ میں واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ انہوں نے مہاراجہ الور کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست کے تمام جواہرات اور فنڈز جو ان کے قبضہ میں آسکے جمع کرلئے اور پولیٹیکل ایجنٹ کو یہ اطلاع دے کر کہ وہ مذہبی یاترا پر جا رہے ہیں فرانسیسی علاقہ پانڈی چری میں پہنچ گئے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ ریاست میں واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ فرانسیسی پاسپورٹ لیکر یورپ چلے جائیں گے۔

سر عبدالحمید صاحب چیف منسٹر ریاست کپورتھلہ نے نئی دہلی میں ۲۸ اکتوبر اپنے صاحبزادے کے ساتھ ٹیلیفون پر گروسونر ہوٹل لنڈن میں گفتگو کی۔ آواز نہایت صاف سنائی دیتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لنڈن کا گروسونر ہوٹل نئی دہلی میں ہی واقع ہے۔

ایڈنبرا یونیورسٹی کی تین سو پچاسویں سالگرہ ۲۸ اکتوبر کو سٹیفنز ہوٹل لاہور میں منائی گئی۔ مہمانوں میں آنریبل ملک سر فیروز خاں نون بھی شامل تھے۔

جمہوریہ ترکی کی دسویں سالگرہ کی تیاریاں لنڈن سے ۳۰ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق شروع ہو گئی ہیں۔ سر جان سائمن وزیر خارجہ برطانیہ نے حکومت برطانیہ کی طرف سے ٹرکی کے وزیر خارجہ کو پیغام مبارکباد بھیجتے ہوئے ترقی کے لئے دعا کی ہے۔

بلدیہ دہلی کو حکومت ہند نے دہلی اور نئی دہلی کے درمیان غلاظت اور کوڑے کرکٹ کو دور کرنے کے لئے چار لاکھ باون ہزار روپیہ کی رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔

شمالی انگلستان کے ساحل سمندر پر لنڈن کی ایک اطلاع کے مطابق برف کے طوفان آ رہے ہیں۔ سکاٹ لینڈ کے اکثر حصوں میں شدید برف باری ہوئی ہے اور ساحل کے گرد اکثر جہاز خطرات میں پھنس گئے ہیں۔

مقدمہ سازش اسلحہ ناگپور کی اپیل کا فیصلہ ۳۱ اکتوبر کو جوڈیشل کمشنر نے سنا دیا۔ دو مرافعہ کنندگان چیٹرجی اور مہادیو کو بری کرتے ہوئے دیگر آٹھ ملزمین کی سزائیں بحال رکھیں۔ جو دو سال سے پانچ سال قید تک کی تھیں۔

حیدرآباد دکن سے ۳۱ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ مقامی میونسپل بورڈ کے ارکان کی کل تعداد ۲۵ ارکان پر مشتمل تھی۔ جو اعلیٰ حضرت حضور نظام کی طرف سے نامزد کئے جاتے تھے۔ مگر اب بعض تبدیلیوں کی تجویز کی گئی ہے جس کے ماتحت جدید بلدیہ کے کل ارکان کی تعداد ۳۶ ہو گی۔ ان میں سے ۱۳ تو سرکار کی طرف سے نامزد کئے جائینگے۔ ۱۳ شہر کے ۱۳ وارڈوں میں سے منتخب ہونگے۔ اور باقی دس مختلف النوع اشخاص پر مشتمل ہونگے۔ بلدیہ کی میعاد تین سال ہو گی۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا کام اخبار "رائٹرز ویکلی" لنڈن کی ایک اطلاع کے مطابق ۱۶ نومبر تک ختم ہو جائیگا۔

لارڈ ولنگڈن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آئندہ اپریل یا مئی میں چار ماہ کی رخصت پر انگلستان جائینگے۔ برطانوی اخبارات میں طرح طرح کی افواہیں شائع ہو رہی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کی جگہ مسٹر چرچل کو وائسرائے بنایا جائیگا۔

یروشلم سے ۳۰ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ فلسطین میں بغاوت کے نتیجہ میں تین انگریز افسروں کو شدید اور پندرہ کو خفیف زخم آئے۔ دیسی افسروں میں سے دو ہلاک اور ۲۵ مجروح ہوئے بلوائیوں میں سے ۲۵ ہلاک اور ۸۰ زخمی ہوئے۔

مدراس کونسل کی میعاد میں گورنمنٹ نے ۶ نومبر ۱۹۳۴ء تک توسیع کر دی ہے۔

حکومت ترکی کے متعلق انگورہ سے ۳۰ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ اس نے سودیشی کی تحریک کو فروغ دینے کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اگر کامیاب ہو گئی۔ تو ترکی کپڑے کے معاملہ میں لنکا شائر اور جاپان کا محتاج نہیں رہیگا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایک ایسا قانون نافذ کرنا چاہتی ہے جس کے رو سے اپنے ملک کا بنا ہوا کپڑا پہننا لازمی قرار دیا جائیگا۔

ڈیلی ایکسپریس لنڈن میں لیوز کے مقام کی جو انگلستان کے ساحل پر واقعہ ہے۔ یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وہاں کے سرکردہ اصحاب نے لوگوں سے آرا لیں۔ کہ دنیا میں زیادہ بدامنی کس نے پھیلا رکھی ہے۔ آرا کی بناء پر فیصلہ کیا گیا کہ ہندوستان میں بدامنی کا واحد سبب گاندھی جی ہیں۔ جن کے ستیہ آگرہ نے ہزاروں لوگوں کو جیلوں میں ڈالا۔ اور مصائب برداشت کرائے۔

یونان گورنمنٹ نے ایتھنز سے ۲۸ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ایک نیا قانون جاری کیا ہے۔ جس کے ماتحت لوگوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ شراب پیا کریں۔ اس ضمن میں گورنمنٹ نے تمام شراب فروشوں کو حکم دے دیا ہے کہ روزانہ ایک ہزار گیلن سے کم شراب اگر انہوں نے فروخت کی تو ان پر جرمانہ کیا جائیگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ دوکانداروں نے شراب پینے کے لئے لوگوں میں پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔

کپاس کا نرخ امرتسر میں یکم نومبر کو حسب ذیل تھا
کپاس ۹ روپے ۶ر روئی ۱۲ روپے بنولے ۱ روپیہ ۱۲ر ۔ ۶پ

اخبار "مدینہ" کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر حامد الانصاری جنہیں کابل جاتے ہوئے پشاور میں دو سلیے خنجر رکھنے کے الزام میں پولیس نے گرفتار کیا تھا۔ پشاور سے ۲۹ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ عدالت نے انہیں اور ان کے بھائی کو پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔

سردار پٹیل جو ناسک جیل میں قید ہیں۔ ان کے متعلق ہندوؤں کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے۔ کہ مسٹر پٹیل کی نعش آنے کے موقع پر انہیں دہلی کرا لیا جائے۔ مگر دہلی سے یکم نومبر کی اطلاع ہے کہ گورنمنٹ غیر مشروط طور پر رہا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہاں لاش پہنچنے پر دو دن کے لئے رہا کر کے پھر گرفتار کرے گی۔

پورٹ سعید کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ڈنمارک کا ایک جہاز پولونیہ نامی نو سو یہودیوں کو لئے کر یافا جا رہا تھا کہ حکومت فلسطین نے داخلہ کی ممانعت کر دی۔ پھر وہ مصر آنا چاہتا تھا۔ لیکن مصری حکومت نے بھی یہودیوں کو خشکی پر اترنے کی اجازت نہیں دی۔

یروشلم میں ۳۱ اکتوبر کو شب کے وقت سرکاری دفاتر پر شبخون مارا گیا۔ جس کے جواب میں پولیس نے بھی حملہ کیا۔ مگر کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ عرب دوکانداروں اور موٹر ڈرائیوروں کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔

کاشغر میں گذشتہ ماہ اگست میں خواجہ نیاز حاجی اور چینیوں کے درمیان جو مصالحت ہوئی تھی۔ چینیوں نے اس کی خلاف ورزی کی۔ جس کی وجہ سے پھر جنگ چھڑ گئی ہے البتہ یارقند میں امن وامان ہے۔

لنڈن کی ایم سی سی ٹیم کا مقابلہ یکم نومبر کی صبح کو لارنس گارڈنز لاہور میں گورنر کی ٹیم سے ہوا۔ ہز ایکسیلنسی گورنر اور دیگر سرکردہ اصحاب موجود تھے۔ ٹاس ایم سی سی نے جیتا اور جب شام کو کھیل ختم ہوا۔ تو اس ٹیم کے صرف سات کھلاڑی آؤٹ ہوئے اور ۲۰۴ سکور رکھا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی